حافظ اسلام فتنہ خلق قران جیراج پوری

فتنہ خلق قرانہ تاریخ اسلام قران کی روشنی میں

(حافظ اسلام جیراج پوری)

(صفحہ نمبر 94 تا 106)

معتزلہ نے جب تنزیہ ذات اور نفی ذات کا عقیدہ نکالا اس وقت اس بحث کے سلسلہ میں ذات باری سے صفت کلام کی نفی کے بعد قران کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کی بحث درمیان میں آئی۔ سب سے پہلے دوسری صدی ہجری کے آغاز میں جعد بن درہم نے قران کے مخلوق ہونے کا دعوی کیا پھر جہم بن صفوان نے اس کی پیروی کی محدثین نے اس قول کو خلاف اسلام قرار دیا چنانچہ جعد بن درہم کو خالد بن عبداللہ قسری

والئ عراق نے عید الاضحیٰ کے دن بطور قربانی ذبح کیا اور جہم کو سلمہ بن احوز نے عرو میں قتل کر ڈالا لیکن اس خیال کے پیرو باقی رہ گئے اور جہم کی نسب سے ان کی جماعت فرقہ جہمیہ کے نام سے موسوم ہوئی

مامون الرشید کے زمانے میں اس مسئلے نے بہت شدت اختیار کر لی کیونکہ وہ خود اور اس کے درباری علماء اسی خیال کے ہو گئے اب انہوں نے محدثین کے خلاف قوت سے کام لینا شروع کیا بہت سے محدثوں کو کافر قرار دے کر قتل کر ڈالا اور سینکڑوں کو قید کی سزائیں دیں اور ابتلا و امتحانٍ میں ڈال کر اذیتیں دیں اکثر علماء نے مجبورا قران کو مخلوق کہہ کر اپنی جانیں بچائیں۔ مگر امام احمد بن حنبل اس ابتلاء میں ثابت قدم رہے۔ 218 ہجری میں جبکہ مامون طرسوس میں تھا اس کے حکم سے اسحاق بن ابراہیم امیر بغداد نے امام احمد کو بیڑیاں پہنا کر سپاہیوں کی حراست میں اس کے پاس روانہ کیا مقام رقہ میں پہنچے تھے کہ مامون کے مرنے کی خبر آ گئی اس لیے پھر بغداد میں لا کر قید کر دئیے گئے۔
مامون اپنے بھائی معتصم کو جو اس کا جانشین ہوا سخت تاکید کر گیا کہ میرے بعد کوشش کر کے اس "مشرکانہ" عقیدے کو مٹا دینا ۔ بھائی کی وصیت نیز احمد بن داؤد راس الاعتزال کے اثر سے جو یحیی بن اکثام کی جگہ قاضی القضاۃ بھی تھا اور وزیر بھی معتصم نے 220 ہجری میں مجلس مناظرہ منعقد کی امام احمد بن حنبل پابجولاں لائے گئے خلیفہ اور وزیر دونوں جاہ جلال کے ساتھ جلوس فرما تھے دیگر علماء معتزلہ بھی جمع تھے قضاۃ فقہا امراء و روساء سے دربار بھرا ہوا تھا وہ معتصم کے سامنے بٹھائے گئے۔

معتصم: قران کی بابت کیا کہتے ہو ؟

امام احمد: کوئی آیت یا روایت پیش کی جائے اس کے مطابق کہنے کو تیار ہوں

ایک معتزلی: قران میں ہے ”ما یاء تیھم من ذکر من ربھم محدث” کیا محدث مخلوق نہیں ؟

امام احمد: قران کے لئے الذکر کا لفظ آیا ہے الف الم کے ساتھ اس میں ذکر بغیر الف لام کے ہے اسلئے اس سے قران مقصود نہیں۔

دوسرا معتزلی: قران میں ہے ”اللہ خالق کل شئی“ کیا قران شے نہیں ہے ؟

امام احمد: اللہ نے قران میں کئی جگہ اپنے لئے ”نفس“ کا لفظ استعمال کیا ہے مثلا ً ”کتب علی نفسۃ الرحمۃ“ پھر فرماتا ہے ”کل نفس ذائقۃ الموت“ کیا تمھارے خیال میں نفس الہٰی کے لیے یہی موت ہے ؟

تیسرا معتزلی: عمران بن حصین سے روایت ہے کہ “ ان اللہ خلق الذکر ”

امام احمد: اس روایت کا صحیح لفظ ہے ”ان اللہ کتب الذکر“

چوتھا معتزلی: حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ ”ما خلق اللہ من جنۃ ولا سماء ولا رض اعظم من ایۃ الکرسی“

امام احمد: خلق کا فعل جنت نار سماء اور ارض سے متعلق ہے نہ کہ ایتہ الکرسی سے ۔

پانچواں معتزلی: کلام اللہ کو غیر مخلوق کہنے سے اس کی مشابہت اللہ کے ساتھ لازم آتی ہے۔

امام احمد: اللہ احمد ہے صمد ہے نہ کوئی اس کا شبہیہ ہے نہ عدیل۔

لیس کمثلہ شئیی 1

معتصم: ہاں تم کیا کہتے ہو ؟

امام احمد: کوئی روایت یا آیت دیجیے تو اس کے مطابق کہوں ۔ ایک معتزلی نے عقلی دلائل دینے شروع کیے۔

امام احمد: میں اس کو نہیں جانتا ۔ نہ یہ آیت ہے نا روایت۔

معتزلی: (خلیفہ سے مخاطب ہو کر) امیر المومنین ! جب ان کو کوئی دلیل نظر آتی ہے تو ہمارے اوپر جھپٹ پڑتے ہیں اور جب ہم کچھ کہتے ہیں تو بول اٹھتے ہیں کہ میں اس کا نہیں جانتا ۔

احمد بن داؤد: امیر المومنین ! یہ گمراہ ہے گمراہ کن اور بدعتی !

اس بحث کے بعد قید خانے واپس بھیج دئیے گئے دوسرے دن پھر لائے گئے اور مناظرہ ہوا ۔ تیسرے دن جب اہل دربار تھک کر مایوس ہو گئے تو اس وقت معتصم نے تازیانے مارنے کا حکم دیا ۔ مسعودی کے مطابق 38 کوڑے لگائے گئے تھے کہ جسم سے خون جاری ہو گیا اور بے ہوش ہو گئے ۔

معتصم نے قید خانے بھجوا دیا اور ایک طبیب مقرر کر دیا جس کے علاج سے اچھے ہوئے ۔ معتصم ان لوگوں کو جو قران کو غیر مخلوق کہے قتل کر دیتا تھا ۔ اس دن بھی جس دن امام احمد کو دربار میں بحث کے لئے طلب کیا تھا دو شخصوں کا اسی جرم میں قتل کر چکا تھا۔ لیکن امام موصوف کے قتل کی جرات اسلئے نہیں کی جس کے حسب ذیل اسباب تھے:

(1) امام احمد کے ساتھ جمہور کی عقیدت بہت زیادہ تھی اس لئے ڈرا کہ ان کے قتل سے فتنہ عام برپا ہو جائے گا جسے مٹانا نہایت دشوار ہو گا ۔
(2) معتصم خود شجاع تھا اور شجاعت کا قدر دان امام موصوف کے مناظرے سے ان کے استقلال اور ثبات کا نقش اس کے دل میں بیٹھ گیا جس کی وجہ سے ان کو قتل کرنا گوارا نہ کیا

(3) اس نے ان کے بشرے سے ان کی راست بازی اور خلوص کو دیکھا اور سمجھ گیا کہ وہ صرف اس وجہ سے قران کو غیر مخلوق کہتے ہیں کہ مخلوق کہنے کی کوئی دلیل نہیں پاتے ۔

آخر کار ان کو چھوڑ دیا ۔ اس کے بعد سات سال تک زندہ رہا مگر پھر ان سے کچھ نہیں بولا ۔ 227 ہجری میں اس کے مرنے پر واثق خلیفہ ہوا وہ خلق قران کے عقیدے کی حمایت کرتا رہا یہاں تک کہ احمد بن نصر کو اس کی مخالفت پر خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا ۔ لیکن امام احمد سے کبھی کچھ تعرض نہیں کیا ۔

جب متوکل خلیفہ ہوا اور اس نے دیکھا کہ اس فضول بحث سے نہ خلافت کو کوئی فائدہ ہے نہ امت کو بلکہ دن بدن نفرت کی خلیج وسیع ہوتی جا رہی ہے ۔ 234 ہجری میں تمام صوبوں میں حکم بھیج دیا کہ کوئی قران کو مخلوق نہ کہے ۔ اس پر سارے ملک میں خوشی منائی گئی اور جو لوگ معتزلہ کی سختیوں سے تنگ تھے خوش ہو گئے بلکہ رائے عامہ ان کے خلاف اس قدر بڑھک اٹھی کہ جمہور نے ان سے انتقام لینا شروع کیا متوکل نے محدثین کی مدارات کے لئے ان کو سامرہ میں بلا کر انعامات دئیے اور صفات اور رویت کی احادیث روایت کرنے کی آزادی عطا کی

چنانچہ ان کی مجالس میں غیر معمولی مجمع ہونے لگا امام احمد بن حنبل جو اس امتحان میں پورے اتر گئے تھے محدثوں کے سردار مانے گئے یہاں تک یہ اصول مسلمہ ہو گیا کہ جس کو وہ ثقہ کہہ دیں وہ ثقہ ہے جس کو ضعیف کہہ دیں وہ ضعیف ہے لوگ متوکل کے شکرے کے ساتھ اس کے لیے دعائے خیر کرنے لگے ۔ اور اس قدر تعریف کی کہ بعض حنابلہ نے اس بد تدبیر اور عیاش خلیفہ کو جس کے محل میں بقول ابوبکر خوارزمی 12،000 حرم تھے خلفاء راشدین کے برابر قرار دیا ۔ حنبلیوں کا زور اس قدر بڑھ گیا کہ انہوں نے بغداد میں احتساب اپنے ہاتھ میں لے لیا ۔ معتزلہ خوف سے چھپ گئے اور جماعتی لحاظ سے ان کا وجود ختم ہو گیا ۔

توضیح مسئلہ

خلق قران کا مسئلہ جس نے نا صرف امت بلکہ عباسی سلطنت میں تزلزل ڈال دیا تھا ۔ محض فلسفیانہ غلو اور قران کی ناواقفیت کی بنا پر پیدا ہوا تھا ۔

معتزلہ سمجھتے تھے کہ غیر مخلوق کہہ دینے سے قران قدیم ہو جاتا ہے جس سے قدماء کا تعدد لازم آتا ہے اسلیے یہ عقیدہ مشرکانہ ہے لہذا خلیفہ اسلام کا یہ فرض ہے کہ ایسے عقیدے کو جو توحید کے خلاف ہو قوت سے مٹائے ، دوسری طرف محدثوں کے پاس بھی غیر مخلوق کہنے کے دلائل اس قدر واضح نہ تھے کہ معتزلی کی تشفی کر سکتے نتیجہ یہ ہوا کہ تعصب درمیان میں ایا اور معاملہ بہت بڑھ گیا محدثین کے پاس اس کے علاوہ کیا چارہ تھا کہ رسول اللہ کی حدیثیں سنا سنا کر عوام کے ایمان کو جو ایمان کی قوت تھے تازہ رکھیں چناچہ متعدد حدیثیں اس مضمون کی کہ "القران کلام اللہ غیر مخلوق" مختلف پیرایوں میں رسول اللہ سے روایت کی گئیں اور وعظ و تذکیر کے ذریعہ سے لوگوں میں پھیلائی گئیں لیکن اگر قران میں غور کیا جاتا تو یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا اور روایات کی مطلق ضرورت نہ پڑتی۔

امام احمد بن حنبل نے اپنے رسالہ رد جہمیہ میں سورہ اعرعاف کی آیت "الا لہ الخلق والامر" سے یہ استدلال کیا ہے کہ "خلق اور امر دو مختلف چیزیں ہیں کیونکہ قران میں یہ اصول عام ہے کہ جب وہ ایک ہی چیز کا مختلف الفاظ میں ذکر کرتا ہے تو ان کے درمیان فصل کے لئےواؤ نہیں لاتا مثلاً سورہ حشر میں ہے "الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر" اور جب دو مختلف چیزیں ہوتی ہیں تو ان کے درمیان واؤ عاطفہ داخل کرتا ہے جیسے سورہ فاطر میں ہے۔

"و ما یستوی الا عمہی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ا ولا الظل ولا الحرور اوما یستوی الا حیاء ولا الاموات"

سورہ تحرِیم میں ایک ہی آیت میں دیکھو

"ازواجا خیرا منکن مسلمٍت مومنات قانتات تائبات عابدات ثیبات و ابکارا"

جہاں تک ایک ہی چیز کے مختلف اسماء اور صفات تھے وہاں تک بلا فصل رکھا لیکن ثیبا اور بکر دو مختلف صفتیں ہیں جن کا باہم اجتماع نہیں ہو سکتا اسلئے ان میں واؤ لا کر فصل کر دیا لہذا خلق کا اطلاق امر

پر اور امر کا اطلاق خلق پر نہیں ہے ہو سکتا قران امر ہے۔ سورہ طلاق میں ہے ” زالک امر اللہ انزلہ الیکم” اسلئے اس کو خلق نہیں کہہ سکتے یہ استدلال ان کا صحیح ہے لیکن عالم امر کی مزید حقیقت ان کے اوپر منکشف نہیں تھی کہ وہ عالم خلق کی طرح حادث ہے اور محدث کا لفظ اس کے لئے بولا جا سکتا ہے اس وجہ سے معتزلہ کے استدلال “ما یاء تیھم من ذکر من ربھم محدث” کا ٹھیک جواب وہ نہ دے سکے۔
اصلیت یہ ہے کہ امر کا لفظ جس طرح قران میں جا بجا بہت سے معنوں میں مستعمل ہوا ہے اسی طرح اس کی متعدد نوعیتیں بھی قران سے ثابت ہوتی ہیں۔

امر تکوینی یعنی اشیاء کی تخلیق کا حکم ۔

سورہ یسین میں ہے “**انما امرہ اذا اراد شیاء ان یقول لہ کن فیکون**“
اس کا حکم جب کہ وہ کسی شے کی تخلیق کا ارادہ کرتا ہے تو یہی ہے کہ اس سے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

امر تدبیری یعنی عالم خلق کے انتظامی اور تدبیری احکام سورہ یونس میں ہیں
“خلق السموات والارض فی ستہ ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامرا”
آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر براجا تدبیر کرتا ہوئے امر کی

آیت زیر بحث “الا لہ الخلق والامر” میں جو امر مذکور ہے وہ تدبیری ہے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے کے بعد اللہ نے ان کے انتظام کی تدبیر کے لئے اپنے اوامر نافذ فرمائے۔

سورہ حم سجدہ میں تفصیل کے ساتھ آیا ہے کہ ہم نے دو دن میں زمین پیدا کی پھر دو دن میں پہاڑ اور زمین کے جملہ اندرونی ذخیرے بنائے پھر دونوں دن میں ساتوں آسمان کھڑے کئے اس کے بعد

“**اوحی فی کل اسماء امرھا**” ساتوں بلندیوں میں ان کے تدبیری اور انتظامی اوامر نافذ کئے ایسا ہی

ساتوں پستیوں کے مطلق

سورہ طلاق میں فرمایا
"خلق سبع سموات و من الارض مثلھن ینزل الامیر بینھن"
سات بلندیاں پیدا کیں اور ویسی ہی سات پستیاں جن میں اوامر اترتے ہیں

اس طرح بلندیوں اور پستیوں سب میں اوامر تدبیری نافذ ہیں سورہ سجدہ میں ہے
"یدبر الامر من السماء الی الارض" وہ امر کی تدبیر کرتا ہے بلندی سے پستی تک

اب واضح ہو گیا کہ عالم امر عالم خلق کے بعد ہے جس کی ان آیات کے علاوہ بھی متعدد آیتوں میں تصریح ہے۔ سورہ سجدہ میں ہے
"خلق السموات والارض وما بینھما فی ستہ ایام ثم استوی علی العرش"
پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں پھر عرش پر مستولی ہوا۔

عرش اسی کا نام رکھا جہاں سے اوامر تدبیری نافذ ہوتے ہیں اور جن کا نفاذ رحمت کی تجلی سے ہوتا ہے۔

"الرحمن علی العرش استوی" اس لئے عرش استواء علی العرش اور تنفیذ اوامر تدبیری سب خلق کے بعد کی چیزیں ہیں اور عالم خلق اور عالم امر دونوں حادثات ہیں اور دونوں کی ہر شے پر محدث کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔
اسی امر تدبیری کے ذیل میں امر تشریعی ہے وہ بھی حادث اور محدث ہے بنی اسرائیل کے بارے میں سورہ جاثیہ میں ہے
"وایتنا ھم بینات من الامر" اور ہم نے کھلی دلیلیں امر (شریعت) کی ان کو دیں

خاتم النبین سے اسی سورہ میں خطاب ہے
"ثم جعلنک علی شریعہ من الامر" پھر ہم نے جھ کو عالم امر سے ایک شریعت پر لگا دیا

وحی اور کلام الٰہی اسی تشریعی امر میں داخل ہے
سورہ طلاق میں ہے
“ذلک امر اللہ انزلہ الیکم” یہ امر الٰہی ہے جس
کو اس نے تمھاری طرف اتارا۔

سورہ شوریٰ میں ہے
” و کذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا” ایسا ہی
ہم نے تیری طرف اپنے امر کی ایک روح (قران) کی
وحی کی
اس لئے قران جو امر تشریعی ہے حادث ہے اور محدث
ہے مگر عالم امر سے ہے عالم خلق سے نہیں ہے لہٰذا
اس کو مخلوق کہنا قران کے خلاف ہے۔